الجامع الصحیح بین الجمع والترتیب

تحریر: مولانا سید عبدالحلیم مدرس جامعہ سلفیہ

صحیح بخاری کی تدوین کا آغاز

صحیح بخاری کی تدوین کا آغاز کچھ اس طرح ہے کہ امام بخاری خود فرماتے ہیں کہ ہم اسحاق بن راھویہ کے پاس تھے تو اسحاق نے یہ خواہش ظاہر کی کہ اگر تم ایسی کتاب جمع کرو جو مختصر ہو اور رسول اللہ کی صحیح سنن پر مشتمل ہو تو امام صاحب فرماتے ہیں یہ بات میرے دل میں اتر گئی تو میں نے جامع صحیح کو جمع کرنا شروع کر دیا۔ (ھدی الساری ص ۹)

سلیمان بن فارس کہتے ہیں کہ میں نے بخاری رحمہ اللہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اس طرح گویا کہ میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں اور میرے ہاتھ میں پنکھا ہے اور میں آپ سے مکھیوں کو اڑا رہا ہوں تو میں نے بعض تعبیر کرنے والوں سے اس کی تعبیر پوچھی تو انہوں نے مجھے کہا کہ توں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے کذب کو دور کرے گا تو اس بات نے مجھے جامع صحیح کے لکھنے پر ابھارا۔ (ھدی الساری ص ۹)

یہ اسباب تھے صحیح جامع کو جمع کرنے کے۔

امام بخاریؒ کے حدیث لکھنے کا طریقہ اور جن احادیث سے الجامع الصحیح کو منتخب کیا ان کی تعداد

امام صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے صحیح میں کوئی حدیث نہیں لکھی مگر ہر حدیث کو لکھنے سے پہلے غسل کرتا اور دو رکعتیں ادا کرتا۔

ابو علی الغسانی فرماتے ہیں کہ آپ سے منقول ہے کہ میں نے اس صحیح کو چھ لاکھ احادیث سے نکالا ہے۔ اسماعیلی نے آپ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے اس کتاب میں صحیح احادیث کو ہی لایا ہوں اور اسی طرح ابراہیم بن معقل النسفی کہتے ہیں کہ میں نے امام بخاری کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے اپنی کتاب الجامع میں سوائے صحیح احادیث کے کسی اور کو داخل ہی نہیں کیا اور بہت سی صحیح احادیث ہیں جن کو میں نے طوالت کی بناء پر چھوڑ دیا ہے۔ ابو جعفر محمود بن عمرو العقیلی کہتے ہیں کہ جب امام بخاری نے کتاب الصحیح کو لکھ لیا تو اس کو امام احمد بن حنبلؒ اور یحییٰ بن معین اور علی بن مدینی اور دوسرے آئمہ کے پاس پیش کیا تو انہوں نے اس کو اچھا جانا اور اس کی صحت کی بھی گواہی دی۔ مگر صرف چار احادیث کے بارہ میں انہوں نے کلام کی اور عقیلی کہتے ہیں کہ ان کے بارہ میں بھی امام صاحب کا قول یہ ہی ہے کہ یہ صحیح ہیں۔ (ھوی الساری ص ۹)

ایک روایت کے مطابق امام صاحب کہتے ہیں کہ میں نے اس کو مسجد حرام میں تالیف کیا اور دو رکعت پڑھ کر ہر حدیث پر استخارہ کرتا جب مجھے ہر طرح اس کی صحت کا یقین ہو جاتا تو الجامع الصحیح میں داخل کرتا اس کو میں نے اپنی نجات کیلئے حجت بنایا ہے۔ (سیرۃ امام بخاری ص ۱۹۶)

تراجم ابواب کی ترتیب و تہذیب

اس کو امام صاحب نے ایک بار حرم محترم میں اور دوسری بار بین المنبر والمحراب انجام دیا اور اسی تراجم ابواب کی ترتیب و تہذیب کے وقت جو حدیثیں تراجم کے تحت لکھتے۔ پہلے غسل کر کے استخارہ کر لیتے۔ (تاریخ الخطیب ۲/۹)

ابو جعفر عقیلی کہتے ہیں کہ امام صاحب نے صحیح بخاری کو تالیف کر کے اس وقت کے ان شیوخ کے سامنے جن کا فضل و کمال مسلمانوں میں مسلّم تھا اور بڑے پایہ کے لوگ گنے جاتے تھے یعنی امام احمد بن حنبلؒ، علی بن مدینی، یحییٰ بن معین وغیرھم پر پیش کیا سب

نے نہایت اس کو پسند کیا اور بالاتفاق صحت کی شہادت دی۔

تو میں پھر کیوں نہ کہوں کہ جو اتنے اہتمام سے آقا علیہ السلام کی احادیث کو جمع کرتے ہوئے اس قدر احتیاط سے کام لے کہ ہر حدیث پر استخارہ اور غسل کرے تو اس کی محنت کیونکر ضائع ہو سکتی ہے۔ اسی وجہ سے تو اس کو مقبولیت ملی اور اصح الکتب بعد کتاب اللہ الجامع الصحیح ٹھہری۔ (سیرۃ امام بخاری ص ۱۹۶ ۔ ۱۹۷)

اسی لئے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

فمن یعمل من الصالحات وھو مومن فلا کفران لسعیه۔ (الانبیاء ۹۴)

صحیح بخاری کا عرصہ تکمیل

وراق نے امام صاحب کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے جامع صحیح کو سولہ سال میں لکھا اور یہ بھی امام صاحب نے فرمایا کہ میں نے جامع صحیح کو تین بار تالیف کیا لیکن یہ قول امام صاحب کے پہلے قول کے منافی نہیں کیونکہ کبھی مصنف ایک ہی تصنیف کو کئی بار تہذیب و ترتیب دیتا ہے۔ (سرۃ امام بخاری ص ۱۹۵)

صحیح بخاری میں فنی طور پر جن چیزوں کا لحاظ رکھا گیا ہے ان کا ذکر

اس میں خاص الخاص امام بخاریؒ کی شروط ہیں جن کو مختصر طور پر یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

امام بخاریؒ کی عادت مبارکہ ہے کہ وہ حدیث بیان کرتے ہیں جس کو ثقہ نے ثقہ سے روایت کیا ہو مشہور صحابی تک اور معتبر ثقات اس میں اختلاف نہ کرتے ہوں اور اس کی اسناد متصل ہو۔ اگر صحابی سے دو شخص راوی ہوں تو بہتر ورنہ ایک راوی بھی کافی ہے اور راوی مسلمان سچا ہو جو تدلیس اور اختلاط سے بری ہو اور عدالت کی صفات سے موصوف ہو ضابط و حافظہ والا ہو، سلیم الذہن، قلیل الوھم، سلیم الاعتقاد اور یہ امر واجب ہو گا کہ اصل راوی سے روایت کرنے والوں کے طبقات کو پہنچانے۔ (دیکھئے تیسر الباری ترجمہ صحیح بخاری علامہ وحیدالزمان ص ۴ / ۵)

اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہنے کا سبب

ابن الصلاح رحمہ اللہ نے اپنی کتاب علم الحدیث میں کہا کہ سب سے پہلے جس نے صحیح کتاب لکھی وہ ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری ہیں پھر ان کی پیروی کرنے والے ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری ہیں ان دونوں کی کتابیں تمام کتابوں سے زیادہ صحیح ہیں۔ کتاب اللہ کے بعد امام شافعی سے مروی ہے کہ میں ساری زمین میں کوئی کتاب موطاء سے زیاہ صحیح نہیں جانتا تو یہ اس وقت کا قول ہے جب بخاری اور مسلم کا وجود نہ تھا اور صحیح بخاری صحیح مسلم سے بھی زیادہ صحیح ہے اور بہت سے فوائد پر مشتمل ہے۔ (تیسر الباری، وحیدالزمان ج ۱ / ۵)

صحیح بخاری اور مسلم کا موازنہ

حافظ ابو علی نیشاپوری سے منقول ہے کہ اسمان کے نیچے کوئی کتاب صحیح مسلم سے زیادہ صحیح نہیں اسی طرح بعض علماء مغرب کا قول ہے جنھوں نے مسلم کی کتاب کو بخاری پر ترجیح دی ہے کہ اس میں سوائے صحیح حدیثوں کے اور کچھ نہیں ہے جیسے بخاری میں تراجم ابواب میں بعض روایتیں ایسی ہیں جو صحیح کی شرط پر نہیں ہیں تو اس میں کچھ قباحت نہیں۔ اس سے مسلم کی کتاب کی ترجیح نفس احادیث میں نہیں نکلتی اور جو یہ بات ہے کہ مسلم کی کتاب ازروئے صحت احادیث بخاری سے راجح ہے تو یہ قول مردود ہے۔ (مقدمہ ابن الصلاح ص ۱۵)

اسی طرح امام بخاریؒ معنعن کی روایت میں لقاء یعنی ملاقات اور طویل صحبت اور معرفت روات کو شرط لگاتے ہیں جب معنعن غیر مدلس ہو۔ امام مسلمؒ اس شرط کے قائل ہی نہیں۔ مقدمہ صحیح مسلم مع شرح النووی ج ۱ ص ۳۲ طبع مصریہ، و مقدمہ صحیح بخاری طبع کراچی ص ۷، حافظ عبدالرحمان بن علی الربیع عینی شاہی کہتے ہیں:

تنازع قوم فی البخاری و مسلم، لدی وقاموا ای ذین تقدم فقلت لقد فاق البخاری صحة کما فاق فی حسن الصناعة مسلم۔ (ظفر المحصلین باحوال المصنفین ص ۱۲۱)

صحیح بخاری کی مرویات

علامہ جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ نے تدریب الراوی میں علامہ نووی اور حافظ ابن الصلاح کے حوالے سے مرویات کی تعداد سات ہزار دو سو پچھتر اور عدم تکرار کے ساتھ چار ہزار بتلائی ہے۔ (تدریب الراوی علامہ سیوطی ص ۳۰)

تراجم ابواب

جامع صحیح میں امام بخاریؒ کے پیش

نظر جس طرح احادیث صحیح کی تخریج ہوتی ہے اسی طرح وہ ان سے بہت سے مسائل کا استنباط و استخراج بھی فرماتے ہیں۔ اسی لئے کبھی کبھی ایک روایت متعدد جگہوں پر نقل کرتے ہیں جیسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث جو حضرت بریدہؓ کے واقعہ سے متعلق ہے اس کو بیس مرتبہ سے زائد نقل کیا ہے علماء کا مشہور مقولہ ہے۔ فقہ البخاری فی تراجمہ' دیکھیں ظفر المحصلین باحوال المصنفین ص ۱۱۳ اور سیرہ امام بخاری ص ۲۰۰)

صحیح بخاری کے تراجم ابواب کے مہتمم بالشان ہونے کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ اجلہ محدثین اور فحول مصنفین نے تراجم کے مقاصد جلیلہ اور اشارات غامضہ کے حل کرنے میں مستقل تصنفیں لکھیں ہیں۔ (سیرۃ امام بخاری ص ۲۰۰)

بدرالدین بن جماعۃ نے کہا کہ امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری نے کتاب الجامع الصحیح کو وضع کرنے میں سبقت کی ہے۔ جس کی صحت پر ائمہ جرح و تعدیل کا اجماع ہے اور بعض ابواب کے تراجم کو شامل کیا ہے مگر اس باب کے تحت جو حدیث ہے باب سے اس کی مناسبت کو سمجھنا دور کی بات ہے اور بہت سے لوگوں کو اس وجہ سے التباس ہوا ہے کہ بعض تو اس کو درست کہتے ہیں اور آپ کے حسن فہم پر تعجب کرتے ہیں اور بعض اس مسئلہ میں آپ کے فہم اور علم کو کم جانتے ہیں۔ تو ان لوگوں نے یہ انصاف کی بات نہیں کی اس لئے کہ وہ بخاری کی حقیقت کو سمجھے ہی نہیں۔ (دیکھئے التواری علی تراجم ابواب البخاری ص ۱۰ اور مناسبات تراجم البخاری للشیخ بدرالدین بن جماعۃ۔ ص ۲۵)

الجامع الصحیح کا مکمل نام

صحیح بخاری کا مکمل نام ''الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سننہ وایامہ'' (ھدی الساری ص ۱۰)

جبکہ ابن الصلاح نے صحیح کا یہ نام لکھا ہے: ''الجامع المسند الصحیح المختصر من أمور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سننہ و ایامہ''

صحیح بخاری کی مقبولیت

ویسے تو بہت سے محدثین اس جہان فانی میں پیدا ہوئے اور ہر ایک نے اپنی اپنی جگہ پر محنت و کوشش کی اور ہر ایک کو اللہ تعالیٰ نے ایک نہ ایک مقام عطاء فرمایا ہے مگر جو مقام اللہ تعالیٰ نے بخاری کو دیا ہے وہ کسی اور کے نصیب میں نہیں آیا۔ اللہ کا بھی ارشاد ہے:

فمن یعمل من الصالحات وھو مومن فلا کفران لسعیہ۔ (الانبیاء ۹۴)

اس مقبولیت کے بارہ میں امام ابو زید مروزی نے اپنا ایک خواب بیان کیا ہے۔ جس سے الجامع الصحیح کی مقبولیت اور واضح ہو جاتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

کنت قائماً بین الرکن والمقام فرایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لی یا ابا زید تدرس کتاب الشافعی ولا تدرس کتابی فقلت یا رسول اللہ وما کتابک قال جامع محمد بن اسماعیل البخاری۔ (ھدی الساری ص ۴۸۵)

اس سے الجامع الصحیح کی مقبولیت کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہ کتاب کس قدر عظیم ہے کہ رسول اللہ بھی اس کے پڑھنے کی طرف اشارہ کر رہے ہیں اور اغیار بھی اس کی مقبولیت کا اعتراف کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

ٹومس ولیم بیل اور نٹیل باؤگریفیگل ڈکشنری مطبوعہ لندن ۱۸۹۱ء میں لکھتے ہیں کہ امام بخاری کی تصنیف صحیح بخاری کی سب سے زیادہ قدر کی جاتی ہے اور روحانی اور دنیاوی معاملات غرض دونوں حیثیت سے قرآن کے بعد معتبر سمجھی جاتی ہے۔ آگے لکھتے ہیں کہ اس کتاب میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وصایا و الہامات اور افعال و اقوال ہی درج نہیں بلکہ قرآن کے اکثر مشکل مقامات کی تفسیر بھی درج ہے۔ (سیرۃ امام بخاری ص ۱۵۵)

صحیح بخاری کے نسخے

فربری کہتے ہیں کہ کتاب بخاری کا نو ہزار آدمیوں نے سماع کیا ہے ان میں سے کوئی بھی میرے علاوہ باقی نہیں رہا۔ (التغلیق التعلیق ۵/۵۳۶)

جنہوں نے الجامع الصحیح کو روایت کیا ہے ان کے نام یہ ہیں:

(۱) ابراہیم بن معقل بن حجاج النسفی المتوفی ۲۱۵ھ)

علامہ ذہبی تزکرۃ الحفاظ میں لکھتے ہیں:

قال الخلیلی ھو حافظ ثقہ و قال المستغفری کان فقیھا حافظاً بصیراً باختلاف العلماء

غصيفاً حينا سمع قبيتة بن سعيد و جبارة بن المفلس و ہشام بن عمارة و طبقهم و حدث بصيح البخاری عنه تذكرة الحفاظ ج ۲ ص ۶۸۲)

(۲) ابو محمد حماد بن شاکر الوراق النسفی

(۳) ابو طلحہ منصور بن محمد بن علی البزدوی التوفی ۳۲۹ھ۔ علامہ قسطلانی فرماتے ہیں: هو آخر من حدث عن البخاری بصیحه کما جزم به ابو نصر بن ماکولا وغیرہ' مقدمہ قسطلانی ص ۳۳)

(۴) ابو عبداللہ محمد یوسف الفربری: موصوف کو روایت کے اعتبار سے بخاری کا حامل اللواء کہا جاتا ہے۔ مشہور ہے کہ انہوں نے مئولف سے الصحیح کا دو مرتبہ سماع کیا پہلی مرتبہ ۲۴۸ھ میں اور دوسری مرتبہ ۲۵۲ میں۔ (آفتاب بخاری ص ۱۴۹ھ)

اور الجامع الصحیح کے کل انیس نسخے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) نسخہ العلامۃ الفربری

(۲) الکتمیضی

(۳) الحموی

(۴) المستملی

(۵) ابن عساکر

(۶) ابی ذر

(۷) للشیخ ابن حجر

(۸) الکریمۃ بنت احمد بن محمد بن حاتم المروزی

(۹) السرخسی

(۱۰) الاصیلی

(۱۱) القابسی

(۱۲) للمروزی

(۱۳) لابی الوقت

(۱۴) للنسفی

(۱۵) للصنعانی

(۱۶) لعلامۃ الاکثر

(۱۷) لابی السکن

(۱۸) لابی احمد الجرجانی

(۱۹) لابی شیوبه

(انظر صحیح البخاری طبع قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۶)

اس وقت جو نسخہ ہمارے مدارس تعلیمیہ میں رائج ہے وہ علامہ محدث فربری کی روایت سے ہم تک پہنچا ہے۔

وباللہ التوفیق

حضرت ابو درداءؓ

کی نوجوانوں کو نصیحت

ایک روز آپ بازار سے گزر رہے تھے آپ نے دیکھا کہ چند نوجوان بازار میں بیٹھے آپس میں گفتگو کر رہے ہیں اور راہگیروں کو کنکھیوں سے دیکھ رہے ہیں' آپ نے انہیں تلقین کرتے ہوئے فرمایا: "میرے بیٹو! مسلمان کا گھر اس کا قلعہ ہوتا ہے اس میں وہ اپنی ذات اور نگاہ کو محفوظ رکھتا ہے' بازاروں میں بلاوجہ نہ بیٹھا کرو' یہ بیٹھک انسان کو غافل کر دیتی ہے اور اس کے کردار کو زبردست نقصان پہنچاتی ہے۔

جامعہ فاطمہ بنت محمدؐ للبنات کبیروالا شہر

عرصہ سات سال سے ایک کنال رقبہ میں جامعہ فاطمہ بنت محمدؐ للبنات کبیروالا شہر میں قائم ہے اور بچیوں کی تعلیم و تربیت کے لئے دو معلمات دن رات کوشاں ہیں۔ 50 سے زائد بیرونی بچیاں قرآن پاک حفظ کر رہی ہیں۔ رہائشی کمروں کی اشد ضرورت ہے۔ مخیّر حضرات تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

برائے تعاون

مولانا عبدالرشید ثاقب

مدیر جامعہ فاطمہ بنت محمدؐ للبنات

محلہ خالق آباد گکھڑ ہٹہ روڈ مغربی شہر کبیروالا شہر ضلع خانیوال